السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اگر کسی شخص نے ایک لاکھ بنک میں رکھا ہو اور اُس پر سال گزر گیا لیکن اُس نے تقریباً کم و بیش 70,000 کی رقم قرض دینی ہو تو کیا وہ اس لاکھ روپے کی زکوۃ بھی ادا کرے گا ؟ ازراہ کرم بادلائل جواب مطلوب ہے۔
جزاکم اللہ خیرا

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جس کے پاس زکاۃ والا مال ہو، اور اس پر سال گزر جائے تو اس پر اس کی زکاۃ نکالنا واجب ہے، چاہے وہ مقروض ہی کیوں نہ ہو، علماء کرام کا صحیح قول یہی ہے؛ اس کی دلیل زکوۃ کے وجوب کے عمومی دلائل ہیں، کہ جس شخص کے پاس مال ہو اور وہ نصاب کو پہنچے اور سال گزر جائے تو اس پر زکوۃ ہوگی چاہے اس کے ذمہ قرض ہی کیوں نہ ہو

اور اس لیے بھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زکوۃ جمع کرنے والے عمال کو زکوۃ وصول کرنے کا حکم دیا کرتے اور کسی اور ایک کو بھی یہ حکم نہیں دیا کہ وہ ان سے سوال کریں کہ آیا ان پر قرض ہے یا نہیں ؟

اور اگر قرض زکوۃ کے لیے مانع ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عمال کو اہل زکوۃ سے استفسار اور سوال کرنے کا حکم دیتے کہ آیا وہ مقروض ہیں یا نہیں " دیکھیں : مجموع فتاوی ومقالات متنوعة لسماحة الشیخ عبد العزیز بن باز (51/14).

اور ابن باز رحمہ اللہ تعالی نے ایک اور فتوی میں بھی ایسا ہی کہا ہے دیکھیں : (52/14).

لیکن اگر آپ نے قرض کی ادائیگی اپنے پاس موجود رقم پر سال گزرنے سے قبل کر دی تو جو آپ نے قرض کی ادائیگی میں رقم صرف کی ہے اس پر زکوۃ نہیں ہوگی، بلکہ جو رقم باقی ہے اس پر جب سال گزر جائے اور وہ نصاب کو پہنچتی ہو تو پھر زکوۃ ہوگی"

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی سے مندرجہ ذیل سوال کیا گیا :

ایک شخص کے پاس اصل رقم ایک لاکھ ریال ہے، اور وہ دو لاکھ ریال کا مقروض ہے، اس طرح کہ ہر سال وہ اس میں سے دس ہزار ریال کی ادائیگی کرتا ہے تو کیا اس پر زکوۃ لاگو ہوتی ہے ؟

شیخ رحمہ اللہ تعالی کا جواب تھا :

جی ہاں آپ کے ہاتھ میں جو رقم ہے اس پر زکوۃ ہے، یہ اس لیے کہ زکوۃ کے وجوب میں جو دلائل ہیں وہ عام ہیں، اس میں کسی چیز کا استثنیٰ نہیں، اور نہ ہی مقروض شخص کو اس میں سے مستثنیٰ کیا گیا ہے، اور جب نصوص عام ہیں تو پھر اس سے زکوۃ وصول کرنا واجب ہے

پھر مال میں زکوۃ واجب ہے، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

"خُذْ مِنْ أَمْوَٰلِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّ صَلَوٰتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۗ وَٱللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ" (التوبة: 103)

''ان کے مال میں سے صدقہ لے لیجئے، جس کے ذریعہ سے آپ ان کے مالوں کو پاک صاف کر دیں، اور ان کے لیے دعا کیجئے، بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لیے موجب اطمینان ہے، اللہ تعالی خوب سنتا اور خوب جانتا ہے''

اور بخاری شریف کی مندرجہ ذیل حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ تعالی کو یمن روانہ کیا تو انہیں فرمایا :

"انہیں یہ بتانا کہ اللہ تعالی نے ان کے اموال میں ان پر صدقہ فرض کیا ہے"

لہذا اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ مال میں زکوۃ ہے، نہ کہ انسان کے ذمہ میں، اور قرض انسان کے ذمہ ہے، لہذا یہاں تو جہت ہی مختلف ہے، اس لیے کہ آپ کی ملکیت میں جو مال ہے زکوۃ اس پر واجب ہے، اور قرض آپ کے ذمہ واجب ہے، تو اس زکوۃ کا گوشہ اور ہے، اور اس قرض کا اور

لہذا آدمی کو اپنے رب سے ڈرنا چاہیے اور اس کے پاس جو کچھ ہے اس کی زکوۃ نکالے، اور اپنے ذمہ قرض کی ادائیگی میں اللہ تعالی سے مدد طلب کرے، اور یہ دعا کرتا رہے:

اے اللہ میرا قرض ادا کردے، اور مجھے فقر سے محفوظ رکھ

اور ہوسکتا ہے بلکہ یقینی بات ہے کہ اپنے پاس مال کی زکوۃ ادا کرنے سے اس کے مال میں برکت ہو اور وہ زیادہ ہو جائے، اور وہ اپنے قرض سے چھٹکارا حاصل کرلے، اور زکوۃ کی عدم ادائیگی اس کے فقر کا سبب بن جائے، اور اس کا یہ خیال کرنا کہ وہ ہمیشہ ضرورت مند ہے اور وہ اہل زکوۃ میں سے نہیں، اور اسے اللہ عزوجل کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اللہ نے اسے دینے والوں میں بنایا ہے، نہ کہ لینے والوں میں سے دیکھیں: مجموع فتاوی الشیخ ابن عثیمین (39/18).

اور شیخ رحمہ اللہ تعالی ایک دوسرے فتوی میں اسی مسئلہ کے متعلق کہتے ہیں:

''لیکن اگر قرض کا مطالبہ فوری ہو اور وہ اسے ادا کرنا چاہتا ہو تو پھر ہم اس وقت یہ کہتے ہیں کہ: اپنے قرض کی ادائیگی کرو، اور پھر باقی بچنے والا مال اگر نصاب کو پہنچتا ہے تو اس کی زکوۃ ادا کردیں'' دیکھیں: مجموع فتاوی الشیخ ابن عثیمین (38/18).

اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہی جو حنابلہ کے فقہاء نے فطرانہ کے بارہ میں کہا ہے:

ان کا قول ہے: اسے قرض نہیں روکتا لیکن اگر اس کا مطالبہ کیا جا رہا ہو

اور اسی طرح عثمان رضی اللہ تعالی عنہ سے اثر مروی ہے: وہ رمضان المبارک میں کہا کرتے تھے:

"یہ تمہاری زکوۃ کا مہینہ ہے، لہذا جس پر قرض ہو وہ اسے ادا کرے"

تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگر قرض فی الحال ہو اور وہ اسے ادا کرنا چاہتا ہو تو اسے زکوۃ پر مقدم کیا جائے گا، لیکن جو قرضے مؤجل ہیں یعنی ان کی ادائیگی کا وقت دور ہے تو وہ زکوۃ کی ادائیگی میں بلاشک وشبہ مانع نہیں

اور مستقل فتوی کمیٹی کے فتاوی جات میں ہے:

''علماء کرام کا صحیح قول یہی ہے کہ قرض زکوۃ کے لیے مانع نہیں ہے، اس لیے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عمال کو زکوۃ لینے کے لیے روانہ کیا کرتے تھے اور انہیں یہ نہیں کہتے تھے کہ دیکھنا وہ مقروض ہیں یا نہیں'' واللہ اعلم.

ہذا ما عندي واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

کتاب الصلاۃ جلد 1